آپ کے دینی مسائل کا حل

ادارہ

جمع بین الصلاتین

یعنی دونمازوں کو اکٹھا پڑھنے

کا حکم

سوال

آج کل بعض لوگ دونمازوں کو اکٹھی کر کے ایک وقت میں پڑھتے ہیں، بعض خواتین بازار میں خریداری کرنے کی غرض سے گھر میں ایک نماز کے ساتھ دوسری نماز بھی پڑھ لیتی ہیں، جبکہ دوسری نماز کا ابھی تک وقت بھی داخل نہیں ہوتا، جبکہ بعض لوگ دن بھر کی نمازیں رات کے وقت اکٹھی پڑھ لیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ احادیث میں اس کی اجازت آئی ہے۔

اس بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ اوران لوگوں کا ایسا کرنا جائز ہے کہ ناجائز؟

بعض لوگوں کو جب اس عمل سے منع کیا گیا، تو انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ منع کرنا حنفی علماء کی طرف سے ہے، جو احادیث کے خلاف ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں، اور شریعت کی طرف سے ہرنماز کا ایک وقت مقرر کیا گیا ہے، جس کے داخل ہونے سے وہ نماز فرض ہوتی ہے، اور وہ وقت گزر جانے اور ختم ہوجانے پر وہ نماز قضا ہوجاتی ہے۔

لہٰذا وقت داخل ہونے سے پہلے تو نماز فرض ہی نہیں ہوتی، اور وقت داخل ہونے سے پہلے اگر کوئی نماز پڑھے، تو قاعدہ کی رو سے اس کا حکم نفل نماز کا ہوگا، اور اس سے آنے والے وقت کی نماز کا فریضہ ذمہ میں سے ادا نہیں ہوگا۔

اور اگر نماز کا وقت ختم ہوگیا، تو وہ نماز قضا ہوجائے گی، اور نماز کا قضاء کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

Idara Ghufran

CS CamScanner

اوراسی وجہ سے شریعت میں نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے کی بہت تاکید اور اہمیت آئی ہے۔

بلکہ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت دلائل سے ثابت، اور نماز کے اوقات کی تعیین وتحدید تواتر سے ثابت ہے، اور اخبارِ آحاد یعنی عام احادیث وروایات سے ان کی خلاف ورزی جائز نہیں، خواہ وہ احادیث سند کے اعتبار سے کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوں، خصوصاً جبکہ احادیث کے ایسے معنیٰ اور مراد کے لئے جانے کی گنجائش بھی ہو کہ ان احادیث سے آیات کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو، اور قرآنی آیات متواتر دلائل اور تمام احادیث وروایات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہو۔

(بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل شرائط ارکان الصلاۃ؛ بذل المجهود ج ۲ ص ۲۳۴، باب الجمع بین الصلاتین)

''جمع بین الصلاتین'' کی دو صورتیں ہیں۔

ایک ''جمع حقیقی'' جس کا مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کو حقیقتاً ایک وقت میں جمع کر کے پڑھا جائے۔ دوسرے ''جمع صوری'' جس کو ''جمع فعلی'' بھی کہا جاتا ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ دو نمازیں اس طرح جمع کر کے پڑھی جائیں، کہ صورتاً اور فعلاً تو دونوں نمازیں جمع ہوں، لیکن حقیقتاً ہر نماز اپنے وقت کے اندر ادا کی جائے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے۔ پھر ''جمع حقیقی'' کی دو صورتیں ہیں، ایک ''جمع تقدیم'' اور دوسری ''جمع تاخیر'' حقیقی جمع تقدیم کا مطلب یہ ہے کہ جس نماز کا وقت داخل نہیں ہوا، اس کو وقت داخل ہونے سے پہلے ہی قبلیہ نماز کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ اور حقیقی جمع تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ جس نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے، اس کا وقت ختم ہونے کے بعد اس کو اگلی نماز کے وقت میں ملا کر پڑھا جائے۔

اور جمع بین الصلاتین سے متعلق احادیث وروایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جمع بین الصلاتین سے مراد ''جمع صوری وفعلی'' ہے، نہ کہ ''جمع حقیقی''

کیونکہ جمع حقیقی کی ایک صورت (یعنی جمع تقدیم) میں تو نماز کو ایسے وقت پر پڑھنا پایا جاتا ہے، جبکہ ابھی تک اس نماز کا وقت ہی داخل نہیں ہوا، اور وہ نماز ذمہ میں فرض ہی نہیں ہوئی، لہٰذا قاعدہ کی رو سے وہ نماز نفل ہونی چاہئے، اور اس سے نماز کا فریضہ ذمہ میں سے ادا نہیں ہونا چاہئے۔

(فتح الملهم ج ۴ ص ۵۷۷، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر، مطبوعۃ: مکتبۃ دار العلوم کراتشی؛ التلخیص الحبیر لابنِ حجر تحت حدیث رقم ۶۱۴، باب الجمع بین الصلاتین)

اور جمع حقیقی کی دوسری صورت (یعنی جمع تاخیر) میں نماز کا قضا کرنا پایا جاتا ہے، جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ لہٰذا ضرورت کے وقت ''جمع صوری'' پر عمل کرنا چاہئے۔ البتہ عرفات ومزدلفہ میں جمع حقیقی کے جائز ہونے میں شبہ نہیں، جبکہ اپنی شرائط کے مطابق ہو، کیونکہ یہ قطعی دلائل سے ثابت ہے۔

(فتح الملهم ج ۴ ص ۵۷۰، و ۵۸۰ کتاب صلاة المسافرین ،باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر؛ مطبوعة: مکتبة دارالعلوم کراتشی)

اسی طرح اگر کوئی نماز مثلاً کسی معقول عذر کی وجہ سے قضا ہو جائے، تو اس کو بعد کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، یا چند نمازیں کسی معقول عذر کی وجہ سے قضا ہوگئی ہوں، تو ان کو ایک وقت میں ادا کیا جائے۔ یا مثلاً کسی جگہ چور یا ڈاکوؤں سے جانی، مالی خوف ہو، تو ایسے حالات میں نماز کو اگلی نماز کے وقت میں جمع کرنے کی گنجائش ہے، جس کو جمع تاخیر کہا جاتا ہے، البتہ جمع تقدیم سوائے عرفہ کے کسی اور جگہ جائز نہیں

(اعلاء السنن ج ۲ ص ۹۸)

آ گے قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

ہر نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی رُو سے نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے، اور جمع حقیقی کی صورت میں اس کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

(۱)......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (سورہ نساء آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے، اور نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا ضروری ہے، اور اس کو قضا کر دینا گناہ ہے۔

(۲)......ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی. وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ. فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا (سورہ بقرۃ آیات نمبر ۲۳۸، ۲۳۹)

ترجمہ: حفاظت کرو سب نمازوں کی، اور (خاص طور پر) درمیان والی نماز کی (جس سے مراد عصر کی نماز ہے، عندالاکثر) اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بن کر، پھر اگر تم کو

Idara Ghufran

CamScanner

(با قاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو، تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے) پڑھ لیا کرو (ترجمہ ختم)

نمازوں کی حفاظت میں ان کو وقت پر پڑھنا بھی داخل ہے، اور نمازوں کو وقت پر پڑھنے کی اتنی تاکید ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے قبلے کی طرف منہ نہ ہو سکے یا رکوع وسجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو، تب بھی جس طرح ممکن ہو، پڑھنا ضروری ہے۔

(۳)...... ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت کا ذکر فرما کر اُن کے بعد ناخلف اور نااہل لوگوں کا اس طرح ذکر فرمایا کہ:

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا(سورہ مریم آیت نمبر ۵۹)

ترجمہ: پھر آئے ان کے بعد ایسے ناخلف کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا، اور اپنی (ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی، سو یہ عنقریب شر (اور ہلاکت) میں مبتلا ہونگے (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ نماز کو ضائع کرنا اتنا سخت گناہ ہے، کہ یہ گناہ انبیائے کرام علیہم السلام کے مقابلے میں نااہل لوگوں نے ہی کیا، اور نماز کو ضائع کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سخت وعید سُنائی۔

نماز کو ضائع کرنے میں اس کو قضا کرنا بھی داخل ہے۔

اور ''غـــی'' سے مراد شر اور ہلاکت ہے، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہنم میں ایک خطرناک مقام ہے، بہر حال جو کچھ بھی ہو اس سے نماز ضائع کرنے والوں کے لئے خطرناک عذاب کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۴)...... ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے نماز کو وقت پر قائم کرنے کا حکم ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ (سورة الاسراء، آیت ۷۸)

ترجمہ: نماز کو قائم کیجئے، سورج ڈھلنے کے وقت سے رات کا اندھیرا ہونے تک، اور فجر کی نماز بھی قائم کیجئے (ترجمہ ختم)

سورج ڈھلنے سے لے کر رات کا اندھیرا ہونے تک چار نمازیں مراد ہیں، ظہر تا عشاء، اور فجر کی نماز کا بعد میں ذکر ہے۔

Idara Ghufran

CamScanner

اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں کو اپنے اپنے وقت پر قائم کرنا فرض ہے۔ ۱

اس قسم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کا ایک وقت مقرر ہے، اور اس کی حفاظت ضروری ہے، اور خلاف ورزی عذاب کا باعث ہے۔

اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہ آیات قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہیں، لہٰذا خبرِ واحد سے ان پر زیادتی اور تبدیلی جائز نہیں۔

(۵)......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُئًا (ترمذی ،باب مَا جَاءَ فِي الْوَقْتِ الْأَوَّلِ مِنْ الْفَضْلِ،حدیث نمبر ۱۷۱)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے علی تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، ایک تو نماز جب اس کا وقت آ جائے، دوسرے جنازہ جب حاضر ہو جائے، تیسرے جوان لڑکی کا جب (نکاح کا) جوڑ مل جائے (ترجمہ ختم)

(۶)......اور مسند احمد و مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ الصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدَتْ كُفُؤًا (مسند احمد،حدیث نمبر ۸۲۷، واللفظ لهٗ، مستدرک حاکم ،حدیث نمبر ۲۶۸۶)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تین چیزوں میں دیر نہ کرو، ایک تو نماز میں جب اس کا وقت آ جائے، دوسرے جنازہ میں جب حاضر ہو جائے، تیسرے جوان لڑکی (کے نکاح میں) جب اس کا جوڑ مل جائے (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ان اعمال میں سے ہے، جنہیں وقت آنے کے بعد مؤخر نہیں کرنا چاہئے، یعنی وقت پر ادا کرنا چاہئے۔

---

۱ (أَقِمِ الصلاة لِدُلُوكِ الشمس) أى من وقت زوالها (إلى غَسَقِ اليل) إقبال ظلمته أى الظهر والعصر والمغرب والعشاء (وَقُرْءانَ الفجر) صلاة الصبح (إِنَّ قُرْءانَ الفجر كَانَ مَشْهُوداً) تشهده ملائكة الليل وملائكة النهار (تفسير الجلالين، تحت آيت ۷۸ من سورة الاسراء)

Idara Ghufran

CamScanner

اس سے نماز کو وقت پر ادا کرنے کی اہمیت و تاکید معلوم ہوئی۔

(۷)......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، يَقُولُ :مَنْ صَلَّى الْمَكْتُوبَةَ فَأَدَّاهَا وَصلاهَا لِوَقْتِهَا لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى وَلَهُ عَهْدٌ أَلا يُعَذِّبَهُ ، وَمَنْ لَمْ يُقِمِ الْمَكْتُوبَةَ وَلَمْ يُصَلِّهَا لِوَقْتِهَا لَقِيَ اللَّهَ ، وَلاَ عَهْدَ لَهُ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ ، وَإِنْ شَاءَ رَحِمَهُ(مسند البزار حديث نمبر ۲۶۹۰)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ جس نے فرض نماز پڑھی اور اس کو اس کے وقت پر ہی ادا کیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے لئے عہد ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دیں، اور جس نے نماز کو قائم نہیں کیا اور اس کو اس کے وقت پر نہیں پڑھا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے لئے کوئی عہد نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اسے عذاب دیں گے، اور چاہیں گے تو اس پر رحم فرمائیں گے۔

ان دلائل سے نماز کو اپنے وقت سے مقدم یا مؤخر کرکے پڑھنے کا ناجائز ہونا ثابت ہوا۔

دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک نماز کو مؤخر کرنا گناہ ہے

اور حقیقی جمع تاخیر کی صورت میں نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا لازم آتا ہے، جو کہ احادیث کی رو سے ناجائز ہے۔

(۱)......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِيمَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلاةِ الْأُخْرَى حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا(نسائی، حديث نمبر ۶۱۵، باب فِيمَنْ نَامَ عَنِ الصَّلاةِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیند کی حالت میں (نماز ضائع ہو جائے تو) کوتاہی شمار نہ ہوگی، کوتاہی تو اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، جبکہ وہ نماز کے وقت جاگا ہوا ہو (ترجمہ ختم)

(۲)......اور مسلم شریف میں یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلاةَ حَتَّى

Idara Ghufran

CamScanner

يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا (مسلم، حديث نمبر ۱۵۹۴، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها)

ترجمہ: خبردار ہوجاؤ کہ نیند میں تفریط (کوتاہی) نہیں ہے، تفریط (کوتاہی) تو اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا، پس جس شخص سے (نیند کی وجہ سے) نماز وقت سے رہ گئی، تو اسے چاہئے کہ جب بیدار ہو، تو اس وقت نماز پڑھ لے (ترجمہ ختم)

(۳)......اور حضرت عثمان بن موہب فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُسْأَلُ مَا التَّفْرِيطُ فِي الصَّلَاةِ ؟ قَالَ :أَنْ تُؤَخِّرَهَا حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ الَّتِي بَعْدَهَا (مصنف ابن ابی شيبة ،حديث نمبر ۳۳۸۹، كتاب الصلاة، باب من قال لا تفوت صلاة حتى يدخل وقت الأخرى ، وما بينهما وقت)

ترجمہ: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب ان سے نماز میں تفریط (یعنی کوتاہی) کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا کہ تفریط (یعنی کوتاہی) یہ ہے کہ آپ نماز کو اتنی مؤخر کریں کہ اس کے بعد والی نماز کا وقت داخل ہوجائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ بیداری کی حالت میں نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے، یہ نماز میں کوتاہی میں داخل اور گناہ ہے۔

اور ظاہر ہے کہ جب جمع تاخیر کی جائے گی یعنی پہلی نماز کا وقت گزرنے کے ساتھ اس کو دوسری نماز کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے گا، تو اس میں یہ گناہ بھی پایا جائے گا۔

بلاعذر نماز کو جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے

اور انہی وجوہات کی بناء پر بعض احادیث وروایات میں نمازوں کو جمع کرنے کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔

(۱)......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَقَدْ أَتَى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ (ترمذی، حديث نمبر ۱۸۸، باب ما جاء في الجمع بين الصلاتين في الحضر، واللفظ لهٗ،مستدرک حاکم ،حديث نمبر ۱۰۲۰)

ترجمہ: جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کے درمیان جمع کیا، تو وہ کبیرہ گناہوں کے

دروازوں میں سے ایک دروازے پر آیا (ترجمہ ختم)

اس حدیث کی سند پر محدثین کو کلام ہے، لیکن اس مضمون کی دیگر روایات بھی موجود ہیں، نیز دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے میں نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا پایا جاتا ہے (جبکہ جمع تاخیر کی جائے) جس کا گناہ ہونا دیگر دلائل سے اپنے مقام پر ثابت ہے، جیسا کہ کچھ تفصیل ابھی گزری ہے۔

یا پھر نماز کے وقت داخل ہونے سے پہلے پڑھنا پایا جاتا ہے (جبکہ جمع تقدیم کی جائے) علاوہ ازیں اس حدیث پر متعدد اہلِ علم کا عمل بھی ہے۔

ان مؤیدات وقرائن کے پیشِ نظر اس حدیث کی سند کا ضعف قابلِ تحمل ہے۔

(مستدرک حاکم ،حدیث نمبر ۱۰۲۰؛ اعلاء السنن ج۲ ص۹۷)

(۲)......حضرت ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ ، قَالَ :اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مِنَ الْكَبَائِرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۸۳۳۸، کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے (ترجمہ ختم)

(۳)......اور مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابوالعالیہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أن عمر كتب إلى أبي موسى واعلم أن جمعا بين الصلاتين من الكبائر إلا من عذر (مصنف عبدالرزاق حديث نمبر ۴۴۲۲، كتاب الصلاة، باب من نسی صلاۃ الحضر والجمع بين الصلاتين فی السفر)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ بات جان لینی چاہئے کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے (ترجمہ ختم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود خلیفۂ راشد ہیں، جن کا یہ ارشاد دیگر صحیح احادیث کی رو سے سنت میں داخل ہے۔

نیز ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی ارشاد فرمائی جاسکتی ہے۔

اور یہ روایت سند کے اعتبار سے درست ہے۔ [۱]

---

[۱] اور ابوالعالیہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عدمِ سماعت کا حکم لگانا درست معلوم نہیں ہوتا۔

(الجوهر النقی ، باب الاثر الذی روی ان الجمع من غير عذر من الكبائر؛ ورجاله رجال الصحيح ، وهو موقوف فی حكم المرفوع (اعلاء السنن ج۲ ص۹۷،۹۸)

(۴)......اور امام محمد رحمہ اللہ حضرت مکحول کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ:

عـن عـمـر بن الخطاب أنه كتب في الآفاق ينهاهم أن يجمعوا بين الصلاتين ويـخبرهم أن الجمع بين الصلاتين في وقت واحد كبيرة من الكبائر (المؤطا للامام محمد ، تحت حديث رقم، ۲۰۵ ، باب الجمع بين الصلاتين في السفر والمطر)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں میں تحریری طور پر لوگوں کو دونمازیں جمع کرنے سے منع کیا، اوران کوخبردار کیا کہ دونمازوں کوایک وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے(ترجمہ ختم)

(۵)......اور امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابوقتادہ عدوی سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عُـمَـرَ رَضِـيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى عَامِلٍ لَهُ :ثَلاثٌ مِـنَ الْكَبَائِرِ الْجَمْعُ بَيْنَ الـصَّلاتَيْـنِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ ، وَالنُّهْبَى(السـنن الكبرىٰ للبيهقي حـديـث نمبر ۵۷۷۰، باب ذكر الأثر الذي روي في أن الجمع من غير عذر من الكبائر مع ما دلت عليه أخبار المواقيت)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عامل کولکھا کہ تین چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں، ایک بغیر عذر کے دونمازوں کوجمع کرنا، اوردوسرے جہاد سے راہِ فرار اختیار کرنا، اور تیسرے لوٹ مار یعنی اچکنا، چھیننا(ترجمہ ختم)

(۶)......اور حضرت حنظلہ سدوسی سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي مُوسَى ، قَالَ :الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ مِنَ الْكَبَائِرِ (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۸۳۳۷، كتاب الصلاة، باب من كره الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر عذر کے دونمازوں کوجمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے(ترجمہ ختم)

(۷)......حضرت ابی بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

جَـاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ :أَنْ لاَ تَجْمَعُوا بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۸۳۳۳، كتاب الصلاة، باب من كره الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ)

ترجمہ: ہمارے پاس حضرت عمر بن عبدالعزیز کی یہ تحریر پہنچی کہ تم بغیر عذر کے دونمازوں کوجمع

نہ کرو (ترجمہ ختم)

اور عذر کا مطلب پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

جمع حقیقی عرفات ومزدلفہ کے ساتھ خاص ہے

البتہ قوی دلائل سے عرفات ومزدلفہ میں حضور ﷺ سے جمع حقیقی کرنا ثابت ہے۔

(۱)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى صَلاَةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلاَتَيْنِ صَلاَةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا (مسلم، حديث نمبر ٣١٧٦، كتاب الصلاة، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة والمبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ نماز کو اس کے وقت پر پڑھتے ہوئے ہی دیکھا ہے، مگر (حج کے موقع پر) مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اور اس دن آپ نے فجر کی نماز (اور دنوں کے معمول کے مقابلہ میں) جلدی پڑھی

(۲)......اور نسائی شریف میں یہ حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا (سنن نسائی، حديث نمبر ٣٠٣٨، باب الْوَقْتُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ نماز کو اس کے وقت پر پڑھتے ہوئے ہی دیکھا ہے، مگر (حج کے موقع پر) مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو آپ نے ایک وقت میں پڑھا، اور اس دن آپ نے فجر کی نماز (اور دنوں کے معمول کے مقابلہ میں) جلدی پڑھی (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا معمول دو نمازوں کو اکٹھی پڑھنے کا نہیں تھا، اور جن احادیث میں کسی عذر سے اکٹھی پڑھنے کا ذکر ہے، اس سے مراد اس طرح اکٹھی پڑھنا ہے کہ پہلی نماز کو اس کے آخر وقت میں، اور دوسری نماز کو اس کے شروع وقت میں اس طرح پڑھا کہ ظاہراً اور صورتاً تو ایک وقت میں پڑھا مگر حقیقتاً ہر نماز کو اپنے وقت کے اندر پڑھا (مرقاۃ، کتاب المناسک، باب الدفع من عرفۃ والمزدلفۃ)

(۳)...... اور بعض روایات میں مزدلفہ کے ساتھ عرفات کا بھی ذکر ہے، چنانچہ امام نسائی نے ایک

حدیث ان الفاظ میں روایت کی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ(نسائی ،حدیث نمبر ۳۰۱۰،باب الْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھا کرتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں

اور اسی وجہ سے عرفات اور مزدلفہ میں حجاجِ کرام کو بعض شرائط کے ساتھ دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کا حکم ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں، جن میں حضور ﷺ کا سفر وغیرہ میں نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر ہے، کیونکہ ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک ان احادیث کا مطلب صورتاً جمع کرنا ہے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایات میں حضور ﷺ کے حقیقتاً جمع کرنے کی نفی ہے۔

جس کی دلیل یہ ہے کہ عرفات و مزدلفہ میں حقیقتاً جمع کیا جاتا ہے، جس کا استثناء ان روایات میں مذکور ہے۔

دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی احادیث و روایات کا مطلب

یہ بات پہلے ذکر کی جاچکی ہے کہ ہمارے نزدیک جمع صوری وفعلی تو جائز ہے، لیکن جمع حقیقی جائز نہیں، اور جمع صوری میں ہر نماز کو اپنے وقت کے اندر ادا کرنا پایا جاتا ہے، اس میں نہ تو نماز کو قضا کرنے کی خرابی پائی جاتی ہے، اور نہ ہی نماز کو وقت داخل ہونے سے پہلے پڑھنے کی خرابی پائی جاتی۔

حضور ﷺ نے بعض مجبوری کے حالات میں ظہر اور عصر کو، اور مغرب اور عشاء کو اس طرح جمع کر کے پڑھنے کی اجازت دی ہے، جس میں پہلی نماز اپنے آخری وقت میں، اور دوسری نماز اس کے اول وقت میں پڑھی جائے، اور اس کا نام حضور ﷺ نے ''جمع بین الصلاتین'' رکھا ہے۔

(۱)...... چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا:

وَإِنْ قَوِيتِ عَلَى أَنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي (ابو داؤد، حدیث نمبر ۲۸۷، كتاب الطهارة، باب من قال إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة،ترمذی،مسند احمد؛سنن دارقطنی؛ المعجم الكبير للطبرانی)

ترجمہ: اور اگر آپ اس پر قدرت رکھتی ہوں، کہ آپ ظہر کو (اس کے وقت میں) مؤخر

CamScanner

کریں، اور عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کریں، تو آپ غسل کر کے ظہر اور عصر کی نمازوں کو (اپنے اپنے وقت میں) جمع کر کے پڑھ لیں، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کریں، اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کریں، پھر آپ غسل کریں، اور مغرب اور عشاء کی دونوں نمازوں کو (اپنے اپنے وقت میں) جمع کر کے پڑھیں، تو ایسا کر لیا کریں (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے "جمع صوری" کو "جمع بین الصلاتین" قرار دیا ہے۔

لہٰذا جن احادیث میں "جمع بین الصلاتین" کے الفاظ آئے ہیں، ان سے "جمع صوری" مراد لینا حضور ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق ہوگا۔

(۲)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَيُؤَخِّرُ هَذِهِ فِي آخِرِ وَقْتِهَا، وَيَجْعَلُ هَذِهِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۹۷۵۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مغرب اور عشاء کو اس طرح جمع فرماتے تھے کہ مغرب کو اس کے آخری وقت میں مؤخر کر کے پڑھتے تھے، اور عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی گذشتہ احادیث میں جو حضور ﷺ کے عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کبھی نمازوں کو جمع نہ کرنے کا ذکر گزرا، اس سے مراد حقیقتاً جمع کرنے کی نفی ہے، اور اس روایت میں صورتاً جمع کرنے کا اثبات ہے۔

لہٰذا دونوں قسم کی احادیث اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، اور ان میں حقیقتاً کوئی ٹکراؤ نہیں۔

(فتح الملهم ج۴ ص۵۸۷، کتاب صلاة المسافرین، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر، مطبوعة: مکتبة دارالعلوم کراتشی)

(۳)......اور امام طحاوی رحمہ اللہ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ:

"صَحِبْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَجَّةٍ, فَكَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ, وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ, وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ, وَيُسْفِرُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ "(شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب الجمع بین صلاتین)

Idara Ghufran

CS CamScanner

ترجمہ: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے سفر میں ساتھ رہا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ظہر کی نماز تاخیر سے اور عصر کی نماز جلدی اور مغرب کی نماز تاخیر سے اور عشاء کی نماز جلدی پڑھتے تھے، اور فجر کی نماز روشنی ہونے پر پڑھتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سفر میں دو نمازوں کو حقیقتاً جمع نہیں کرتے تھے، بلکہ صورتاً جمع کرتے تھے، اور آپ کا یہ عمل حضور ﷺ کی اتباع میں تھا، جیسا کہ پچھلی روایات سے ظاہر ہے

(۴)...... حضرت عمرو بن دینار، حضرت ابوالشعثاء یعنی جابر بن زید (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) سے روایت کرتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِیًا جَمِیعًا وَسَبْعًا جَمِیعًا قُلْتُ یَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّهُ (بخاری، حدیث نمبر ۱۱۰۳، کتاب الجمعة، باب من لم یتطوع بعد المکتوبة)

ترجمہ: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعتیں (یعنی ظہر وعصر) اکٹھی اور سات رکعتیں (یعنی مغرب وعشاء) اکٹھی پڑھی ہیں، حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالشعثاء سے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کو (اس کے وقت میں) مؤخر کرکے اور عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کرکے، اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کرکے، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کرکے پڑھا تھا، حضرت ابوالشعثاء نے فرمایا کہ میرا گمان بھی یہی ہے۔

اس حدیث کے دونوں راویوں کے گمان سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء میں جمع صوری وفعلی فرمائی تھی، نہ کہ حقیقی۔

اور بعض روایات میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ہی اس بات کی صراحت آئی ہے۔

(۵)...... چنانچہ امام نسائی رحمہ اللہ صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِینَةِ ثَمَانِیًا جَمِیعًا وَسَبْعًا جَمِیعًا أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ (سنن النسائی، باب الْوَقْتُ الَّذِی یَجْمَعُ فِیهِ الْمُقِیم)

CamScanner

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں آٹھ رکعتیں (یعنی ظہر وعصر) اکٹھی اور سات رکعتیں (یعنی مغرب وعشاء) اکٹھی پڑھی ہیں، جن میں نبی ﷺ نے ظہر کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے اور عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کر کے، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کر کے پڑھا تھا (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے دونمازوں کو درحقیقت ایک وقت میں جمع کر کے نہیں پڑھا تھا، بلکہ دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں اس طرح جمع کر کے پڑھا تھا، کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے شروع وقت میں پڑھا تھا، جس میں ظاہراً وصورتاً تو اجتماع تھا، لیکن حقیقت میں اجتماع نہیں تھا، اور اسی کو جمع صوری وفعلی کہا جاتا ہے۔

(۶)......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ فِي السَّفَرِ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حديث نمبر ۸۳۲۳، كتاب الصلاة، باب من قال يجمع المسافر بين الصلاتين)

ترجمہ: نبی ﷺ سفر میں ظہر کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے اور عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کر کے، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے، اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کر کے پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن دیگر روایات کے پیشِ نظر وہ ضعف نقصان دہ نہیں۔

(۷)......اور مصنف ابنِ ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُتِمُّ الصَّلَاةَ فِي السَّفَرِ وَيَقْصُرُ وَيَصُومُ وَيُفْطِرُ وَيُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُعَجِّلُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ (مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب في المسافر إِنْ شَاءَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَإِنْ شَاءَ أَرْبَعًا)

ترجمہ: نبی ﷺ سفر میں نماز کا اتمام بھی فرماتے تھے (یعنی جبکہ سفر کی مقدار شرعی نہیں ہوتی تھی) اور قصر بھی فرماتے تھے (یعنی جبکہ سفر کی مقدار شرعی ہوتی تھی) اور آپ ﷺ کبھی روزہ رکھتے تھے، اور کبھی روزہ نہیں رکھتے تھے، اور ظہر کی نماز کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے اور

Idara Ghufran
CamScanner

عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کر کے، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے، اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کر کے پڑھا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

(۸)......حضرت ابوقیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ہزیل سے سنا:

كان النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فأخر الظهر وعجل العصر وجمع بينهما وأخر المغرب وعجل العشاء وجمع بينهما (مسند الطيالسي حديث نمبر ۳۷۰)

ترجمہ: نبی ﷺ ایک سفر میں تھے، جس میں ظہر کو (اس کے وقت میں) مؤخر کیا، اور عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کیا، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کیا، اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کیا، اور اس طرح دو نمازوں کو جمع کیا۔

(۹)......حضرت عمر بن علی سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا -رضى الله عنه -كَانَ إِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتَّى تَكَادَ أَنْ تُظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّى ثُمَّ يُصَلِّى الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُ (ابوداؤد، حديث نمبر ۱۲۳۶، كتاب صلاة السفر، باب باب متى يتم المسافر)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر میں ہوتے، تو سورج غروب ہونے کے بعد سفر جاری رکھتے، یہاں تک کہ اندھیرا ہونے کے قریب ہوجاتا، پھر سواری سے اترتے، اور مغرب کی نماز پڑھتے، پھر اپنا شام کا کھانا طلب فرماتے، اور کھانا تناول فرماتے، پھر اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے، اور پھر سفر پر روانہ ہوجاتے، اور فرماتے تھے کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ عمل کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

(۱۰)......اور مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ فِي السَّفَرِ ، ثُمَّ يَتَعَشَّى ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ عَلَى إِثْرِهَا ، ثُمَّ يَقُولُ :هَكَذَا رَأَيْت رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُ (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۸۳۳۰، باب من قال يجمع المسافر بين الصلاتين)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سفر میں مغرب کی نماز پڑھتے، پھر شام کا کھانا تناول فرماتے،

Idara Ghufran

CamScanner

پھر کھانے کے بعد عشاء کی نماز پڑھتے ،اور پھر فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے (ترجمہ ختم)

سفر میں دراصل سواری سے بار بار اترنے اور چڑھنے اور وضو کرنے کی وجہ سے سفر کا تسلسل جاری رکھنے میں خلل آتا ہے، اس لئے اس ضرورت کی وجہ سے حضور ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام دونمازوں کو صورتاً جمع فرمالیا کرتے تھے۔ اور جمع صوری کی دلیل یہ ہے کہ مغرب کی نماز تو تاخیر سے پڑھتے ، تاکہ عشاء کا وقت قریب ہوجائے ، اور پھر کھانا تناول فرماتے ، تاکہ اتنی دیر میں عشاء کا وقت داخل ہوجائے ، پھر عشاء کا وقت داخل ہونے پر عشاء کی نماز پڑھتے۔ اس طرح صرف ایک مرتبہ ہی سواری سے اترنے کے عمل میں مغرب اور عشاء کی دونمازیں بھی ادا ہوجاتیں، اور ساتھ ساتھ کھانا بھی تناول فرمالیا کرتے تھے۔ اور نمازیں بھی اپنے اپنے وقت پر ادا ہوجاتی تھیں۔

یہ سب آپ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام علم وعقل کے کمال اور حسنِ سلیقہ کی وجہ سے تھا۔

(۱۱)...... بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ

(بخاری، حدیث نمبر ۱۰۲۹، کتاب الجمعة، باب یصلی المغرب ثلاثا فی السفر)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کا سفر جلدی کا ہوتا تھا، تو مغرب کو مؤخر کرتے تھے، اور تین رکعات پڑھتے تھے، پھر سلام پھیرتے تھے، پھر تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے، یہاں تک کہ عشاء کے لئے کھڑے ہوتے تھے، پھر عشاء کی دو رکعت (قصر) پڑھتے تھے، پھر سلام پھیرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور اگلی روایات میں اس کی وضاحت آتی ہے کہ مغرب اپنے وقت کے آخر میں پڑھتے تھے، پھر عشاء کا وقت شروع ہونے کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے، اور پھر عشاء کو اس کے اول وقت میں ادا کرتے تھے۔ پس درمیان میں یہ تھوڑی دیر ٹھہرنا عشاء کا وقت داخل ہونے کے انتظار کے لئے ہوتا تھا۔

(۱۲)......حضرت نافع رحمہ اللہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ میں روایت کرتے ہیں کہ:

فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُسَايِرُهُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ عَهْدِي بِهِ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَبْطَأَ قُلْتُ الصَّلَاةَ

يَـرُحَـمُـکَ اللّٰهُ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَمَضٰى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْـمَـغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ الْعِشَاءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ إِنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ صَنَعَ هٰكَذَا (نسائی، حدیث نمبر ۵۹۴، باب الوقت الذی یجمع فیه المسافر بین المغرب و العشاء)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے نکلے، اور آپ کے ساتھ قریش کا ایک شخص تھا، جو آپ کو راستے کی راہنمائی کر رہا تھا، اور سورج غروب ہو چکا تھا، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز نہیں پڑھی، اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرا یقین تھا کہ وہ نماز کی حفاظت کرتے ہیں (اس لئے نماز کو قضا نہیں کریں گے) پس جب سواری کی رفتار ہلکی ہوئی، تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے، مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا ہے، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ نے میری طرف دیکھا، اور چلتے رہے، یہاں تک کہ جب شفق غروب ہونے کا آخری وقت ہو گیا، تو آپ سواری سے اترے، پھر مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، اور اس وقت شفق غائب ہو چکی تھی، پھر آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی، تو اسی طرح عمل کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اور امام دارقطنی نے بھی اس سے ملتے جلتے الفاظ میں روایت کی ہے۔

(۱۳)......اور امام نسائی نے سنن کبریٰ میں ایک روایت حضرت نافع سے ان الفاظ میں روایت کی ہے:

أقبـلـنا مع بن عمر من مكة حتى كان تلك الليلة سار حتى أمسينا فظننا أنه نسي الصلاة فقلنا له الصلاة فسكت وسار حتى كاد الشفق أن يغيب ثم نزل فـصـلـى وغاب الشفق فصلى العشاء ثم أقبل علينا فقال هكذا كنا نصنع مع رسول الله صـلى الله عليه وسلم إذا جد به السير (السنن الكبرىٰ للنسائی، حدیث نمبر ۱۵۶۸)

ترجمہ: ہم حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس لوٹ رہتے تھے، یہاں تک کہ رات بھر کا سفر کر کے اگلے دن کی شام ہو گئی، تو ہم نے سمجھا کہ حضرت ابنِ عمر مغرب کی نماز بھول گئے ہیں، اس لئے ہم نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مغرب کی

CamScanner

نماز کا وقت ہو چکا ہے، تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ خاموش رہے، اور چلتے رہے، یہاں تک کہ شفق غروب ہونے کے قریب ہوگئی، پھر آپ سواری سے اترے، اور مغرب کی نماز پڑھی، اور شفق غائب ہوگئی، پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی طرح کیا کرتے تھے، جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تھی

(۱۴)......اور ابوداؤد میں حضرت نافع اور عبداللہ بن واقد رحمہما اللہ سے اس طرح روایت ہے کہ:

أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الصَّلَاةُ .قَالَ سِرْ سِرْ .حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ (ابو داؤد، حديث نمبر ۱۲۱۴، كتاب صلاة المسافر، باب الجمع بين الصلاتين)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن نے کہا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ چلتے رہو، چلتے رہو، یہاں تک کہ جب شفق غائب ہونے سے کچھ پہلے کا وقت ہوا تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اترے، پھر مغرب کی نماز پڑھی، پھر انتظار کیا، یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی، اور پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھی، اور پھر فرمایا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام کی جلدی ہوتی تھی، تو اسی طرح عمل کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

(۱۵)......اور سنن دارقطنی میں حضرت نافع سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ:

حَتَّى إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لَهُ الصَّلَاةَ فَسَارَ حَتَّى إِذَا كَادَ يَغِيبُ الشَّفَقُ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَابَتْهُ حَاجَةٌ صَنَعَ هَكَذَا (سنن دار قطني، حديث نمبر ۱۴۸۳، كتاب الصلاة، باب الجمع بين الصلاتين)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب سورج غروب ہوگیا، تو حضرت ابنِ عمر سے عرض کیا گیا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا، تو آپ نے سفر جاری رکھا، یہاں تک کہ شفق غائب ہونے کے قریب ہوگئی، تو آپ سواری سے اترے، پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ نے انتظار کیا، یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی، تو عشاء کی نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی

CamScanner

ضرورت پیش آتی تھی، تو اسی طرح کیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

(۱۶)......اور امام دارقطنی نے ہی حضرت نافع اور حضرت عبداللہ بن واقد رحمہما اللہ سے ایک روایت ان الفاظ میں روایت کی ہے:

حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم -كَانَ إِذَا عَجَّلَ بِهِ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِى صَنَعْتُ (سنن دار قطنی، حدیث نمبر ۱۴۸۴، کتاب الصلاۃ، باب الجمع بین الصلاتین)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب شفق غائب ہونے کے قریب ہوگئی، تو آپ سواری سے اترے، پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ نے انتظار کیا، یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی، تو عشاء کی نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام کی جلدی ہوتی تھی، تو اسی طرح کیا کرتے تھے، جس طرح میں نے کیا (ترجمہ ختم)

اور مسند بزار میں بھی یہ روایت تھوڑے بہت الفاظ کے تغیر کے ساتھ مروی ہے۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ضرورت کے وقت مغرب اور عشاء کو اس طرح جمع فرماتے تھے کہ مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھتے تھے، اور اس کو ''جمع صوری و فعلی'' کہا جاتا ہے (فیض الباری شرح البخاری، تحت حدیث رقم ۱۰۹۲، باب یصلی المغرب ثلاثا فی السفر)

اور جن روایات میں مغرب کو شفق غائب ہونے پر پڑھنے کا ذکر ہے، ان کا مطلب بھی مذکورہ روایات کی روشنی میں یہی ہے کہ مغرب کو شفق غائب ہونے کے قریب (یعنی مغرب کے آخری وقت) میں پڑھا تھا (شرح معانی الآثار، حدیث نمبر ۹۸۳، کتاب الصلاۃ، باب الجمع بین صلاتین)

اور اگر شفق غائب ہونے کے حقیقی معنیٰ ہی مراد لئے جائیں، تو شفق کی دو قسمیں ہیں، ایک احمر، اور ایک ابیض (سورج غروب ہونے کے بعد پہلے احمر یعنی سرخ روشنی غائب ہوتی ہے، اور پھر ابیض یعنی سفید روشنی غائب ہوتی ہے)

اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مغرب کا وقت شفقِ ابیض کے غروب پر ختم ہوتا ہے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلب یہ ہوگا کہ مغرب کی نماز شفقِ احمر غروب ہونے کے بعد پڑھی تھی، جو کہ اپنے وقت میں تھی، اور عشاء شفقِ ابیض غروب ہونے کے بعد پڑھی تھی، جو کہ اپنے وقت پر تھی۔ اور حضور ﷺ اور

CamScanner

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے صورتاً ہی جمع فرمایا تھا، نہ کہ حقیقتاً۔

(عمدة القاری، کتاب تقصیر الصلاة، باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء)

(۱۷)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جمع رسول الله ﷺ بين الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء وأخر المغرب وعجل العشاء فصلاهما جميعا (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۷۹۹۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کیا، اس طرح سے کہ مغرب کو (اپنے وقت میں) مؤخر کیا، اور عشاء کو (اپنے وقت میں) مقدم کیا، اور اس طرح (جمع صوری کے ساتھ) دونوں نمازوں کو اکٹھے پڑھا (ترجمہ ختم)

(۱۸)......حضرت حفص بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ:

كان أنس بن مالك إذا أراد أن يجمع بين صلاتين في السفر أخر الظهر إلى آخر وقتها ثم صلاها وصلى العصر في أول وقتها ويصلي المغرب في آخر وقتها ويصلي العشاء في أول وقتها ويقول :هكذا كان رسول الله ﷺ يجمع بين الصلاتين في السفر (مسند البزار حدیث نمبر ۶۴۵۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ فرماتے، تو ظہر کو اس کے آخری وقت تک مؤخر کرتے، پھر ظہر کی نماز پڑھتے، اور عصر کی نماز کو اس کے اول وقت میں اور مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح سفر میں دو نمازوں کو جمع فرمایا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اور آپ کی اتباع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ دو نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں صورتاً جمع فرماتے تھے، نہ کہ حقیقتاً۔ اور ابنِ ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی جو روایت نقل کی ہے، اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی جو بعض روایات میں جو دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر ہے، اور ان میں اول اور آخر وقت کی صراحت نہیں، تو وہ بھی اسی معنیٰ پر محمول ہیں۔

CamScanner

بالخصوص جبکہ حضرت ابنِ مسعود، حضرت ابنِ عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی روایات بھی اس معنیٰ کی صریح تائید کرتی ہیں۔

(۱۹)......حضرت ابوطفیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عن معاذ بن جبل قال خرجنا مع رسول الله ﷺ في غزوة تبوك فجعل يجمع بين الظهر والعصر يصلي الظهر في آخر وقتها ويصلي العصر في أول وقتها ثم يسير ويصلي المغرب في آخر وقتها ما لم يغب الشفق ويصلي العشاء في أول وقتها حين يغيب الشفق (المعجم الاوسط للطبرانی حديث نمبر ۱۰۹۶)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں نکلے، تو رسول اللہ نے ظہر اور عصر کی نمازوں کو اس طرح جمع فرمایا کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھتے تھے، پھر چلتے تھے، اور مغرب کو اس کے آخری وقت میں شفق غائب ہونے سے پہلے، اور عشاء کو اس کے اول وقت میں شفق غائب ہونے کے بعد پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی پہلی روایات کے مطابق ہے۔

(۲۰)......حضرت ابوعثمان فرماتے ہیں کہ:

خَرَجْتُ أَنَا وَسَعْدٌ إِلَى مَكَّةَ ، فَكَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلاَتَيْنِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ وَيُعَجِّلُ مِنْ هَذِهِ وَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُعَجِّلُ الْعِشَاءَ ، ثُمَّ يُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ (مصنف ابن أبي شيبة حديث نمبر ۸۳۱۹، كتاب الصلاة، باب من قال يجمع المسافر بين الصلاتين)

ترجمہ: میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ (مدینہ سے) مکہ کی طرف نکلے، تو حضرت سعد ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں کو اس طرح جمع کرتے تھے کہ ظہر کی نماز کو (اس کے وقت میں) مؤخر کرتے تھے، اور عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کرتے تھے، اور اس طرح جمع کر کے دونوں نمازوں کو پڑھتے تھے، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کر کے، اور عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کرتے تھے، اور اس طرح ان دونوں نمازوں کو بھی جمع

CamScanner

کرتے تھے، یہاں تک ہم مکہ میں واپس لوٹ کر آئے (ترجمہ ختم)

(۲۱)......اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابوعثمان سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

وَفَدْتُ أَنَا وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، وَنَحْنُ نُبَادِرُ لِلْحَجِّ فَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ,نُقَدِّمُ مِنْ هَذِهِ ,وَنُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ ,وَنَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ , نُقَدِّمُ مِنْ هَذِهِ ,وَنُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ "(شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب الجمع بین صلاتین)

ترجمہ: میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ایک وفد میں حج کے لئے روانہ ہوئے، تو ہم ظہر اور عصر کی نمازوں کو اس طرح جمع کرتے تھے کہ عصر کو (اس کے وقت میں) مقدم کرتے تھے، اور ظہر کی نماز کو (اس کے وقت میں) مؤخر کرتے تھے، اور مغرب اور عشاء کو بھی اس طرح جمع کرتے تھے کہ عشاء کو (اس کے وقت میں) مقدم کرتے تھے، اور مغرب کو (اس کے وقت میں) مؤخر کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم مکہ میں واپس لوٹ کر آئے۔

ان تمام احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد آپ کے صحابۂ کرام دو نمازوں کو اس طرح جمع فرمایا کرتے تھے، کہ پہلی نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھا کرتے تھے، اور اس طرح دو نمازوں کو جمع کرنا ''جمع صوری وفعلی'' کہلاتا ہے۔

(۲۲)......حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ:

كَانَ الْأَسْوَدُ وَأَصْحَابُهُ يَنْزِلُونَ عِنْدَ وَقْتِ كُلِّ صَلَاةٍ فِي السَّفَرِ فَيُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهَا ، ثُمَّ يَتَعَشَّوْنَ ، ثُمَّ يَمْكُثُونَ سَاعَةً ، ثُمَّ يُصَلُّونَ الْعِشَاءَ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۸۳۳۲، کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ)

ترجمہ: حضرت اسود اور ان کے ساتھی (حضرت علقمہ وغیرہ) سفر میں ہر نماز کے وقت اترتے تھے، اور مغرب کو اس کے وقت میں پڑھتے تھے، پھر کھانا کھاتے تھے، پھر تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے، اور پھر عشاء کی نماز پڑھتے تھے (ترجمہ ختم)

حضرت اسود رحمہ اللہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں، اور ان کا یہ عمل اپنے اساتذۂ کرام کی اتباع میں تھا، اور حضرت ابنِ مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات پہلے ذکر کی جاچکی ہیں۔

Idara Ghufran

CS CamScanner

(۲۳)......حضرت ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ:

عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ ، قَالاَ :مَا نَعْلَمُ مِنَ السُّنَّةِ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ فِي حَضَرٍ وَلاَ سَفَرٍ إِلَّا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلاۃ، باب من کرہ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ)

ترجمہ: حضرت حسن اور محمد دونوں نے فرمایا کہ ہمارے علم میں حضر اور سفر کسی بھی مقام میں دو نمازوں کو (حقیقتاً) جمع کرنے کے سنت ہونے کی کوئی دلیل نہیں، سوائے عرفات میں ظہر اور عصر کے، اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے جمع کرنے کے (ترجمہ ختم)

ان جلیل القدر تابعین کے مذکورہ ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے علم کے مطابق دو نمازوں کو حقیقتاً جمع کرنے کی سنت عرفات اور مزدلفہ کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ اس سے پہلے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح احادیث بھی گزر چکی ہیں۔

احادیث میں جمع بین الصلاتین سے جمع صوری مراد ہونے کا قرینہ

وہ احادیث وروایات تو پہلے ذکر کی جاچکی ہیں، جن سے صراحت کے ساتھ جمع صوری مراد ہونے اور جمع حقیقی مراد نہ ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جن احادیث وروایات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ذکر ملتا ہے، ان میں جمع صوری وفعلی مراد ہونے اور جمع حقیقی مراد نہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ کسی بھی حدیث میں فجر اور ظہر، عصر اور مغرب، عشاء اور فجر کو جمع کرنے کا ذکر نہیں، بلکہ یا تو ظہر اور عصر کو جمع کرنے کا ذکر ہے، اور یا پھر مغرب اور عشاء کو جمع کرنے کا ذکر ہے۔

اور ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی یہ چار نمازیں ہی ایسی ہیں، کہ ان میں سے دو دو کو صورتاً جمع کرنے میں سہولت ہے، باقی نمازوں میں نہیں ہے۔

چنانچہ ظہر کا وقت ختم ہونے پر فوراً عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اور اسی طرح مغرب کا وقت ختم ہونے پر فوراً عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

برخلاف فجر اور ظہر کے وقتوں کے کہ ان دونوں کے درمیان (سورج طلوع ہونے سے لے کر زوال ہونے تک) فجر اور ظہر میں سے کسی نماز کا وقت نہیں، اور اسی طرح عصر اور مغرب کے درمیان مکروہ وقت حائل ہے (کہ سورج کے غروب ہونے کے قریب مکروہ وقت ہے) اور عشاء وفجر کے درمیان بھی یا تو مکروہ

CamScanner

وقت حائل ہے (کہ نصف رات کے بعد عشاء کو مؤخر کرنا مکروہ ہے) اور یا عشاء کا اتنا طویل وقت ہے کہ ان دونوں میں جمع کرنے کی عموماً ضرورت پیش نہیں آتی۔ [1]

اور جب ضرورت کے وقت جمع بین الصلاتین کے لئے مکروہ فعل کو بھی گوارا نہیں کیا گیا، تو نماز کے قضا ہوجانے کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے، کیونکہ وہ حرام میں داخل ہے۔

لہٰذا ضروری ہوا کہ جن احادیث وروایات میں جمع بین الصلاتین کا ذکر ہے، ان سے جمع صوری ہی مراد لی جائے، اور جمع حقیقی مراد نہ لی جائے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل احادیث پر عمل کے بعض دعویدار لوگ جو کئی کئی نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرکے پڑھتے ہیں، اور مختلف نمازوں کو جمع کرنے میں کسی قاعدے وقانون کی پابندی نہیں کرتے، ان کا طرزِ عمل احادیث کے سراسر خلاف ہے۔

کیونکہ اولاً تو کئی کئی نمازوں کو جمع کرکے پڑھنے کا احادیث میں ذکر نہیں ہے، بلکہ صرف دو دو نمازوں کو جمع کرکے پڑھنے کا ذکر ہے، اور ان میں بھی ہر نماز کو دوسری نماز کے ساتھ جمع کرنے کا ذکر نہیں، بلکہ صرف ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کرنے کا ذکر ہے۔ اور یہ جمع کرنا بھی صورتاً ہے نہ کہ حقیقتاً۔

پس بعض لوگوں کا یہ اعتراض کرنا کہ جمع بین الصلاتین احادیث سے ثابت ہے، اور حنفی علماء اس سے منع کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔

کیونکہ حنفی علماء کا منع کرنا قرآن وسنت کے عین مطابق ہے، اور احادیث میں جس طرح جمع بین الصلاتین کا ذکر ہے، اس کی حقیقت پیچھے ذکر کی جاچکی ہے (بذل المجہود ج ۲ ص ۲۳۴، باب الجمع بین الصلاتین)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۸/ ذی الحجہ/ ۱۴۳۰ھ 16 / دسمبر/ 2009ء بروز بدھ۔ ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] جہاں تک مغرب کے اشتباکِ نجوم تک تاخیر کے مکروہ ہونے کا مسئلہ ہے، تو وہ عند اصحابنا مختلف فیہ ہے۔
ایک روایت کے مطابق غیوبِ شفق تک تاخیر مکروہ نہیں، اور یہ کراہت بھی اس وقت ہے، جب کوئی عذر نہ ہو، اور سفر وغیرہ عذر میں داخل ہے، بہر حال تاخیرِ مغرب کی کراہت عصر کی اصفرار الشمس تک اور عشاء کی مابعد نصف اللیل تک تاخیر کی کراہت سے اہون ہے۔
(فتح الملہم ج ۴ ص ۵۷۹، کتاب صلاۃ المسافرین، باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر، مطبوعۃ: مکتبۃ دار العلوم کراتشی)

Idara Ghufran

CamScanner